OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

اسلاموفوبیا ،اس کے رجحانات،یورپی معاشرے پر اثرات اوران کا حل:ایک تجزیاتی مطالعہ

Islamophobia, its trends and impacts on European society and its remedies: An analytical study

Dr. Syed Muhammad Tahir Shah
Assistant Professor Department of Islamic Studies
Govt. Graduate College Satellite Town Rawalpindi

Dr. Syed Aftab Alam
Assistant Professor Department of Islamic Studies
Fatima Jinah Women University Rawalpindi

Abstract

Islamophobia denotes a range of negative feelings and behavior toward Muslims and their religion Islam, from generalized bigotry, intolerance, and prejudice on the one hand to a morbid dread and hatred on the other. Although this Phobia is found in most parts of the world but it is especially practiced in European countries.

The trends and incidents to perform Islamophobia in the West includes the attacks and degradation of Islamic identities and the sacred places, books and personalities of Islam, the opposition and legislation against the vail, dress or the getup of Muslim men and women, extreme violations of Muslim's human rights and promotion of negative propaganda against Islam and Muslims in western media. As a result of this prejudice and the behavior of disparity very negative impacts are occurring on the Muslims in the west.

In this article it is focused on the Introduction of Islamophobia, its trends, effects and their remedies in the light of the suggestions of some well-known experts, facts and evidences and recommendations of some international institutions and persons and suggested some solutions to resolve and reduce its negative impacts on the European society. Moreover recent positive and encouraging Improvements on international level is also discussed in this regard.

***Key Words**: Islamophobia, bigotry, intolerance, Europe, trends, identities, effects*

تحقیق کا بنیادی سوال (Research Question)

اس تحقیقی مضمون میں جن سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ یہ ہیں کہ اسلاموفوبیا سے کیا مراد ہے؟ مغرب میں اس کے اظہار کے رجحانات کون کون سے ہیں؟ ان کے مغربی معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور ان کا حل کیا ہو سکتا ہے؟ نیز اس سلسلہ میں کون سے مظاہر کو حوصلہ افزاء پیش رفت کے طور پر شمار کیا جا سکتا ہے؟

طریقہ تحقیق (Research Methodology)

زیر نظر مضمون میں بیانیہ طریقہ تحقیق اختیار کیا گیا ہے جس کے مطابق اسلاموفوبیا سے متعلقہ کئی پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔

تعارف

اسلاموفوبیا سے مراد اسلام سے بے جا خوف، نفرت اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی رکھنا ہے اور اس کا مقصد مسلمانوں کے خلاف بے جا تعصب، نسلی و مذہبی امتیاز اور لڑائی کی آگ بھڑکانا ہے۔ اگرچہ دنیا کے اکثر حصوں میں اس فوبیا کا مظاہرہ کیا جاتا ہے تاہم خصوصی طور پر مغربی ممالک اس کے مظاہرے میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ اسلاموفوبیا کے اظہار کے مغربی رجحانات و واقعات میں اسلامی شعائر اور مقدسات کی توہین اور ان پر حملے، مسلم خواتین و حضرات کے پردہ، لباس یا حلیہ کی مخالفت اور اس کے خلاف قانون سازی، مسلمانوں کے انسانی حقوق کی پامالی اور ذرائع ابلاغ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی اور منفی پروپیگنڈہ جیسے اقدامات شامل ہیں۔ اس تعصب اور امتیازی سلوک کے نتیجے میں یورپین معاشرے اور وہاں کے مسلمانوں پر بہت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس مقالہ میں اسلاموفوبیا کا تعارف، رجحانات، اثرات اور ان کے سد باب اور تدارک کے لیے ماہرین کی آراء، شواہد اور کچھ عالمی سطح کے اداروں اور افراد کی تجاویز کی روشنی میں چند اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔ نیز حالیہ دنوں میں عالمی سطح پر اس سلسلہ میں مثبت اور حوصلہ افزاء پیش رفت کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

1۔ اسلاموفوبیا کا مفہوم اور تاریخ وارتقاء

فوبیا یونانی لفظ ہے جس کا لغوی مطلب بے جا خوف، ڈر جانا اور نفرت ہے۔ اسلاموفوبیا (اسلام ہراسی) سے مراد اسلام سے بے جا خوف، نفرت اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی رکھنا ہے۔ انگریزی کا لفظ (Islamophobia) نسبتاً ایک جدید لفظ ہے جو اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ جس کا مفہوم اور مقصد بے جا طرفداری، نسلی امتیاز اور لڑائی کی آگ بھڑکانا طے کیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر غیر مسلموں کو اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر افشانی کرکے اسلام کے خلاف بڑھکایا جاتا ہے اور ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرتیں پیدا کی جاتیں ہیں۔

Richard T. Schaefer اسلاموفوبیا کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Islamophobia denotes a range of negative feelings toward Muslims and their religion, from generalized bigotry, intolerance, and prejudice on the one hand to a morbid dread and hatred on the other. It may manifest itself in an equally broad range of negative actions and responses, including discrimination

against Muslims, social exclusion, verbal and physical harassment, hate crimes, attacks on mosques, and vilification of Islam in the media".[1]

(اسلاموفوبیا مسلمانوں اور ان کے مذہب کے بارے میں ،ایک طرف عمومی تعصب، عدم برداشت، اور تعصب سے لے کر دوسری طرف ایک خطرناک خوف اور نفرت تک کے منفی جذبات کی ایک حد کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک، سماجی اخراج، زبانی اور جسمانی طور پر ہراساں کرنا، نفرت انگیز جرائم، مساجد پر حملے، اور میڈیا میں اسلام کی توہین سمیت منفی اقدامات اور ردعمل کی یکساں وسیع حد میں خود کو ظاہر کر سکتا ہے۔)

اسلاموفوبیا کی اگرچہ کوئی تعریف حتمی طور پر متعین تو نہیں کی جاسکتی لیکن اس اصطلاح کو درج بالا معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ایک تعریف یوں کی گئی ہے :

'The term "Islamophobia" groups together all kinds of different forms of discourse, speech and acts, by suggesting that they all emanate from an identical ideological core, which is an "irrational fear" (a phobia) of Islam.[2]*'*

> یعنی "اسلاموفوبیا" کی اصطلاح ہر قسم کی گفتگو، تقریر اور افعال کو ایک ساتھ جمع کرتی ہے، یہ تجویز کرتی ہے کہ وہ سب ایک ہی نظریاتی مرکز سے نکلتے ہیں، جو کہ اسلام کا "غیر معقول خوف" (یعنی ایک فوبیا) ہے۔

اسلاموفوبیا ایک جدید اصطلاح ہے مگر اس کی بنیادیں کافی قدیم ہیں۔اس اصطلاح کے استعمال کا آغاز فرانسیسی زبان میں 1910ء میں جبکہ انگریزی زبان میں 1923ء میں ہوا۔ لیکن بیسویں صدی کی اسی اور نوے کے ابتدائی دہائیوں میں اس کا استعمال بہت ہی کم رہا۔ 11 ستمبر 2001 کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ڈرامائی حملوں کے بعد کثرت سے اس لفظ کا استعمال ہوا۔ اسلاموفوبیا کی وجہ سے مغربی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو ایک دہشت گرد گروہ کے طور اور نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے ۔[3]

اس لفظ کا باقاعدہ بطور اصطلاح کے استعمال اس وقت شروع ہوا جب برطانیہ کے ایک تحقیقی ادارے " The Runnymede Trust" نے 1997ء میں اپنی ایک رپورٹ "بعنوان" اسلاموفوبیا ہم سب کے لیے ایک چیلنج " (Islamophobia a challenge for us all) میں اس کو ایک خاص اصطلاح کے طور پر متعارف کروایا۔ چنانچہ اس رپورٹ میں اسلاموفوبیا، مسلمانوں کے ساتھ ایک ایسے نامعقول رویے اور بے جا نفرت کے جذبے کو قرار دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں ان سے تعصب، امتیازی سلوک اور ان کی عدم شمولیت کے جذبات کو فروغ ملتا ہے۔ یہ رویہ معاشی، معاشرتی اور عوامی زندگی کا ہے اور اس کی خاصیت یہ بیان کی ہے کہ اس کے ذریعے اسلام کے بارے میں یہ رائے قائم کی جاتی ہے کہ اسلام کی کوئی قدر دوسرے گروہوں اور ثقافتوں کے ساتھ مشترک نہیں ہے نیز یہ کہ اسلام ایک ایسا سیاسی نظریہ ہے جو مبنی بر تشدد ہے ۔[4]

اسلاموفوبیا انڈسٹری :

اسلاموفوبیا کا منصوبہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔اسلاموفوبیا کے بیانیے کو چلانے اور فروغ کے لیے ایک اور اصطلاح "اسلاموفوبیا انڈسٹری" استعمال کی جاتی ہے۔اسے "کاؤنٹر جہاد" موومنٹ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ انڈسٹری تھنک ٹینکس (مثلاً ہنری جیکسن سوسائٹی)، میڈیا آؤٹ لیٹس (جیسا کہ بریٹ بارٹ اور ریبل میڈیا)، کے وسیع

پیمانے پر ایک دوسرے سے مربوط اور اچھی مالی امداد سے چلنے والے نیٹ ورک پر مشتمل ہے۔ عوامی شخصیات، سیاستدان اور پالیسی ساز افراد جو معاشی اور سیاسی فائدے کے لیے مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں منفی گفتگو کو آگے بڑھاتے، پھیلاتے اور اسے برقرار رکھتے ہیں اس کا حصہ ہیں۔ اسلاموفوبیا انڈسٹری اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط معلومات اور خوف پھیلانے کے لیے ماہرین کی ایک صف کا استعمال کرتی ہے[5]۔

اسلاموفوبیا انڈسٹری کے تدارک کے لیے کارٹر سنٹر نے مقالات کا ایک مجموعہ بعنوان "

"Countering The Islamophobia Industry toward More Effective Strategies" شائع کیا جس میں اس اصطلاح اور اس کے آلہ کار لوگوں کی تفصیلاً نشاندہی کی اور اس کے سد باب کے لیے تجاویز و آراء پر مشتمل بہت مفید مضامین شامل کیے ہیں۔[6] اس سلسلے میں ایک اور بہت جامع کتاب " Nathan Lean. " نے بعنوان "

"The Islamophobia Industry: How the Right Manufactures Fear of Muslims"

تحریر کی جس میں اس انڈسٹری کا پورا طریقہ کار، منصوبہ بندیاں اور ذرائع کی تفصیلات دی گئی ہیں۔[7] اس کتاب کی افادیت اور اس کی افادیت بیان کرتے ہوئے ایک سکالر ان الفاظ میں اظہار کرتے ہیں:

"Even though The Islamophobia Industry: How the Right Manufactures Fear of Muslims by Nathan Lean was published eight years ago, it still remains an indispensable tool to understand how the time-honored tactic of fear manufacturing in the 21st century has become more impactful and therefore more dangerous to societal stability because of the extraordinary development of information technology".[8]

2۔ اسلاموفوبیا کے اظہار کے مغربی رجحانات وواقعات اور اثرات

مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا کا مظاہرہ عوام کے ساتھ ساتھ حکومتی سطح پر بھی کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے جو رجحانات و ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں اور ان کے جو نتائج اور اثرات سامنے آتے ہیں ان میں سے چند ایک کو بطور مثال ذیل میں ذکر کیا جا سکتا ہے:

1۔ اسلامی شعائر اور مقدسات کے خلاف اسلاموفوبیا

اس کے اظہار کے طور پر اسلامی شعائر یا مقدسات کی بے حرمتی یا توہین کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ ان میں قرآن مجید کو نذر آتش کرنے، جیسا کہ امریکی ریاست "فلوریڈا" سے تعلق رکھنے والے امریکی پادری "ٹیری جونز" کی 3000 قرانی نسخوں کو جلانے کی کوشش، یا "سٹاپ اسلامائزیشن آف ناروے (سیان)" نامی تنظیم کے رکن لارس تھورسن کی مقامی پولیس افسران کی جانب سے وارننگ کے باوجود قرآن کو نذرِ آتش کرنے کی کوشش جیسے واقعات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یورپین مصنفین اور مستشرقین کا اسلام اور آپ ﷺ کے خلاف کتب اور تبصرے تحریر کرنا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے توہین آمیز کارٹون اور خاکے بنا کر اسلاموفوبیا کا اظہار کرنا، جیسا کہ ڈنمارک کے کارٹونسٹ "کرٹ ویسٹر گارڈ" نے اس طرح کے متنازع خاکے بنائے جو کہ 19

جولائی 2021ء کو 86 برس کی عمر میں طبعی موت مر گیا[9]۔ اسی طرح سویڈن کے 75 سالہ کارٹونسٹ "لاس ولکس" نے پیغمبر اسلام ﷺ کے توہین آمیز خاکے بنائے جو کہ 4 اکتوبر 2021ء کو ایک کار حادثے میں ہلاک ہوا[10]۔

اسی طرح مساجد کو مسمار کرنا، ان پر حملے کرنا جیسا کہ جرمنی کے شہر لیپزگ میں ایوب سلطان مسجد پر ایک سو سے ڈیڑھ سو افراد، جن کا تعلق انتہائی بائیں بازو سے ہے، نے رات کی تاریکی میں حملہ کیا[11] اور نیوزی لینڈ میں کرائسٹ چرچ کے علاقے ڈینز ایونیو میں واقع مسجد اور لین ووڈ مسجد میں جمعہ کی نماز کے وقت حملے کیے گئے جن میں مجموعی طور پر 49 افراد شہید اور 39 افراد زخمی ہوئے[12]۔ اس طرح کے بے شمار واقعات یورپ کے اکثر ممالک میں وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی مساجد کے مینار بنانے پر پابندی عائد کرنا جیسا کہ سوئٹزرلینڈ میں ایک ریفرینڈم کے ذریعے مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی عائد کر دی گئی اور اسلامی شعائر اور مقدسات کی توہین پر مبنی ان جیسے دیگر کثیر واقعات شامل ہیں۔

2۔ مسلم خواتین کے پردہ یا لباس کے حوالے سے اسلاموفوبیا

اس کے عملی مظاہرے کے لیے مختلف مغربی ممالک میں اس پر پابندی کے لیے قانون سازی، باپردہ خواتین پر حملے اور ان کی اہانت کی کوششیں اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک و سزائیں وغیرہ۔ نقاب، حجاب اور عبایا کے خلاف عوامی فوبیا 2010ء میں فرانس سے اس وقت شروع ہوا جب صدر نکولس سرکوزی اور فرانسیسی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے رہنماؤں نے بھاری اکثریت سے اس پابندی کی حمایت کی اس استدلال کے ساتھ کہ چہرے کے نقاب سے فرانس کے سیکولرازم کو خطرہ ہے۔ جب فرانس کی قومی اسمبلی نے 13 جولائی 2010ء کو اس بارے میں ایک بل پیش کیا جسے پھر 14 ستمبر 2010 کو فرانس کی سینیٹ نے منظور کیا، جس کے نتیجے میں چہرے کو ڈھانپنے والے سر کے پوشاک کا پہننا، بشمول ماسک، برقعہ، ہیلمٹ، بالاکلوا، نقاب اور دیگر نقاب عوامی مقامات پر چہرہ عوامی مقامات پر نقاب یا دیگر ماسک پہننا غیر قانونی قرار دے دیا گیا[13]۔

موقر بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی جامع رپورٹ بعنوان:

"Choice and Prejudice: Discrimination against Muslims in Europe" میں فرانس کی پردہ و نقاب پر قانون سازی کے بارے میں لکھ کر یہ رائے دی کہ یہ انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے۔ رپورٹ میں لکھا ہے"

"The French legislation entered into force on 11 April 2011 (Law 2010-192) and prohibits any form of dress aimed at concealing the face in public. The material scope of the ban is very wide as it applies to all public spaces; full-face veils can only be worn at home, in private cars or in places of worship… legislation and policies placing general prohibitions on certain forms of dress, such as full-face veils, may violate the rights to freedom of expression and religion or belief of women who choose to wear those forms of dress".[14].

کچھ دیگر یورپین ممالک میں بھی اسی طرح پردے پر پابندی لگانے کے قوانین اور واقعات رونما ہوتے رہے جو کہ اسلاموفوبیا کے مظہر کی مثالیں ہیں۔

3۔ مسلمانوں کے انسانی حقوق میں اسلاموفوبیا

اس کے اظہار کے لیے مسلمانوں کو ملازمتوں سے محروم کر کے ان کے معاشی حقوق پامال کرنا، مسلمان عوام اور اہم شخصیات کو قتل کر کے ان کو حق زندگی سے محروم کرنا، عوامی مقامات، جہازوں وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ توہین آمیز اور امتیازی سلوک کر کے ان کی عزت نفس کو مجروح کرنا جیسے پہلو اور واقعات شامل ہیں۔ مثلاً کونسل آف یورپ کی ایک رپورٹ بعنوان "اسلاموفوبیا اور نوجوان۔ لوگوں کے لیے اس کے نتائج" میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلاموفوبیا انسانی حقوق کی پامالی ہے اور معاشرتی مغایرت کا ایک ڈرامائی پہلو ہے اور اس سے مسلمانوں کی نازک پوزیشن، تشدد اور ستائے جانے کے ذہن کو بڑھاوا ملتا ہے[15]۔

اسی طرح ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی جامع رپورٹ بعنوان:

"Choice and Prejudice: Discrimination against Muslims in Europe" میں

مسلمانوں کے انسانی حقوق کی پامالی کے بارے میں لکھا ہے:

"This report highlighted some examples of discrimination experienced by Muslims in Europe in the areas of employment and education. It also referred to situations where the rights of Muslims to freedom of religion or belief and to freedom of expression are restricted in a way that cannot be justified under international human rights law"[16].

اس رپورٹ میں روزگار اور تعلیم کے شعبوں میں یورپ میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی کچھ مثالوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس نے ایسے حالات کا بھی حوالہ دیا جہاں مسلمانوں کے مذہب یا عقیدے کی آزادی اور اظہار رائے کی آزادی کے حقوق کو اس طرح محدود کیا جاتا ہے جسے بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کے تحت جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ایمنیسٹی انٹرنیشنل کی اس رپورٹ کے مطابق یورپ میں مسلمان اپنے مذہب، نسلی پس منظر یا جنس یا ان تمام عوامل کی بنیاد پر مختلف شعبہ ہائے حیات میں امتیازات کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان امتیازات نے ان کی زندگیوں پر منفی اثر ڈالا ہے اور وہ اپنے بنیادی حقوق کا استعمال نہیں کر پا رہے ہیں، جس سے ان کے انفرادی امکانات، مواقع اور عزتِ نفس متاثر ہو رہی ہے اور وہ معاشرہ میں الگ تھلگ ہو جاتے ہیں۔ بطور مثال مذہبی اور تہذیبی علامات مثلاً نقاب پر پابندی جیسے قوانین سے مسلم خواتین روزگار کے مواقع سے محروم ہو رہی ہیں۔ بعض خواتین سے جب تحقیقات کے دوران انٹرویو لیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ان پابندیوں کی وجہ سے انہوں نے کہیں ملازمت کرنے کا خیال ترک کر دیا ہے اور وہ گھر ہی میں رہنا بہتر سمجھتی ہیں یا ان جگہوں پر ملازمت کو ترجیح دیتی ہیں جہاں اس قسم کے مسائل نہ ہوں[17]۔

4۔ ذرائع ابلاغ میں اسلاموفوبیا

اس مقصد کے لیے مغربی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اپنے غیر جانبداری کے دعووں کے برعکس اپنے تمام تر ذرائع ابلاغ کو مختلف طریقوں سے استعمال کر کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے میں مصروف ہے۔ جیسے برطانوی مسلمانوں کے بارے میں رپورٹنگ کے اندر تعصب غلط معلومات اور تحریف کی سطح نے مسلم کمیونٹی کے کچھ حصوں میں میڈیا اداروں کے

بارے میں عدم اعتماد کے احساس کو فروغ دیا ہے۔اور بہت سے افراد کے لیے روایتی میڈیا سے علیحدگی کا باعث بنا ہے [18]۔

مغربی ذرائع ابلاغ بلکہ وہاں کی حکومتیں اسلاموفوبیا کو فروغ دینے میں سر گرم عمل ہیں۔یہ ایک ایسا عمل ہے کہ ایک طرف مغربی معاشروں میں مسلم آبادیاں عدم تحفظ کا شکار ہو جاتی ہیں تو دوسری طرف مغربی عوام کے ذہن میں اسلام کے لیے نفرت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو اپنے معاشرے سے الگ تھلگ سمجھتے ہیں اور اگر یہی صورتحال قائم رہی تو پھر مغربی معاشرہ کو سماجی انتشار سے کوئی نہیں روک سکتا۔ [19]

مغربی میڈیا میں سٹار ٹی۔وی، فاکس نیوز، سی این این ایسے چینل ہیں جو اپنی بے باک آراء اور تجزیوں میں مشہور ہیں لیکن یہ سب چینل بھی مسلمانوں کے خلاف کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور مسلمانوں کو بنیاد پرستی، دہشتگردی اور عدم رواداری وابستہ کرتے ہیں۔ [20] اسی طرح سوشل میڈیا میں اسلاموفوبیا کا اظہار کیا جاتا ہے اور فیس بک پر "قرآن جلاؤ دن" منایا جاتا ہے [21]۔الغرض مغربی میڈیا چاہے وہ الیکٹرانک ہو یا پرنٹ یا سوشل میڈیا ہو یا انٹرنیٹ ذرائع ہر قسم کے ذرائع ابلاغ میں اسلاموفوبیا کے اظہار اور فروغ کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو اس مہم کی شدت کو ظاہر کرتی ہیں۔

3۔اسلاموفوبیا کے مغربی معاشرے پر اثرات

اسلاموفوبیا کے درج بالا مختلف النوع واقعات کے نتیجے میں مغربی معاشرے پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کو درج ذیل چند نکات میں واضح کیا جاسکتا ہے:

1۔ مغربی ممالک میں خصوصی طور پر جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، عمومی طور پر مسلمانوں کے بارے میں نفرت اور عصبیت کا ماحول بن گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے جان ، مال اور عزت وآبرو خطرے میں رہتے ہیں۔

Encyclopedia of race, ethnicity, and society میں اسلاموفوبیا کے اثرات سے متعلق لکھا ہے:

"اسلاموفوبیا مسلمانوں اور ان کے مذہب کے بارے میں ،ایک طرف عمومی تعصب، عدم برداشت، اور تعصب سے لے کر ایک خطرناک خوف اور نفرت تک کے منفی جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک، سماجی اخراج، زبانی اور جسمانی طور پر ہراساں کرنا، نفرت انگیز جرائم، مساجد پر حملے، اور میڈیا میں اسلام کی توہین سمیت منفی اقدامات اور رد عمل کی یکساں وسیع حد میں خود کو ظاہر کر سکتا ہے"۔ [22]

2۔ مسلمانوں کا غیر مسلموں سے تعامل اور میل جول سطحی ہوتا جارہا ہے۔غیر مسلم، مسلمانوں سے معاملہ کرنے اور ان کے علاقوں میں جانے سے ڈرتے ہیں [23]۔ایمنیسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ میں لکھا ہے:"

Muslims in Europe face discrimination in several areas of life because of their religion, their ethnic origin or their gender, or a combination of these grounds. Discrimination has a negative impact on their lives and affects their exercise of many human rights. It blights their individual prospects, opportunities and self-esteem and can result in isolation, exclusion and Stigmatization[24].

یعنی یورپ میں مسلمانوں کو ان کے مذہب، اپنی نسلی اصل یا ان کی جنس، یا ان بنیادوں کے امتزاج کی وجہ سے زندگی کے کئی شعبوں میں امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ امتیازی سلوک ان کی زندگیوں پر منفی اثر ڈالتا ہے اور ان کے بہت سے انسانی حقوق کے استعمال کو متاثر کرتا ہے۔ یہ ان کے انفرادی امکانات، مواقع اور خود اعتمادی کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس کے نتائج تنہائی، علیحدگی، اخراج اور بدنامی ہو سکتے ہیں۔

3۔ مسلم قیادت فریضہ جہاد کی معذرت خواہانہ تعبیر پر مجبور ہے اور مسلمان علماء اسلام کی تعلیمات کی تبلیغ برملا کرنے سے محترز ہو گئے ہیں اور اسلامی دعوت کا کام دشوار ہو گیا ہے۔[25]

4۔ مسلم نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول اور ایک اچھے کیریئر کو یقینی بنانے میں دشواریاں پیش آ رہی ہیں۔

5۔ امت مسلمہ میں احساس کمتری، احساس بے بسی اور انتقامی جذبہ کا شعور عام ہو رہا ہے۔

6۔ جن ممالک میں اسلاموفوبیا کے واقعات رونما ہوتے ہیں ان کے خلاف عالمی سطح پر احتجاجی مظاہرے ہوتے ہیں جس سے بین الاقوامی سطح پر بے چینی کی فضا بنتی چلی جاتی ہے۔

4۔ اسلاموفوبیا کا تدارک، سد باب اور حل کی تجاویز

اسلاموفوبیا عالمی امن و سلامتی کے لیے ایک خطرہ بنتا جا رہا ہے اس کے نقصانات سے بچاؤ، تدارک اور سد باب کے لیے ٹھوس اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ماہرین کی آراء، شواہد اور کچھ عالمی سطح کے اداروں کی تجاویز کی روشنی میں کچھ اقدامات ذیل میں تجویز کیے جاتے ہیں:

1۔ قرآنی تعلیمات کو عالمی سطح پر پہنچانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں اور ایسی اسلامی تعلیمات جو آج کے مسائل میں موزوں ہیں عام کی جائیں اور اسلام کا صحیح طور پر تعارف کروایا جائے۔ عصر حاضر کے ایک معروف مفکر و مصنف خرم مراد اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں "امت مسلمہ کو اپنی اس آخری سرحد پر، جو مغرب کے قلب میں واقع ہے، دلوں اور دماغوں کے لیے برپا جنگ جیتنے، تعصب اور نفرت کی دیواریں ڈھانے، اور قرآن اور نبوت کا پیغام پھیلانے کے لیے تمام ممکن اقدامات کرنے کے منصوبے بنانے ہوں چاہییں۔ اکثر لوگ اسلام سے ناواقف ہیں اور یہی تعصب و نفرت کی بڑی وجہ ہے ان کی ناواقفیت کو دور کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ لوگوں کے ذہنوں میں جو غلط تصاویر بٹھا دی گئی ہیں ان کو صاف کرنا چاہیے[26]۔ قرآن کی عالمگیر اور دائمی تعلیمات فطری اور قابل عمل ہیں اور ان میں انسانیت کو خطاب کر کے بھائی چارے، اتفاق اور رواداری کا درس دیا گیا ہے اور راہ ہدایت کو اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

2۔ مسلمانوں کے حقیقی کردار کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں نمایاں کیا جائے تاکہ دنیا کو اسلام کے برادرانہ مزاج، روادارانہ رویوں، تحمل و برداشت کی تعلیمات، میل جول اور سماجی تعلقات کی خواہش کا صحیح معنوں میں پتہ چل سکے۔ دنیا کو تکثیری معاشرے میں نبی اکرم ﷺ کے اسوہ کو واضح کر کے اس پر چلنے کی دعوت دینی چاہیے۔

عصر حاضر کے عظیم سیرت نگار ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی آپ ﷺ کے اس پہلو کی سیرت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "اسلام واحد مذہب و ثقافت اور حضرت محمد رسول اکرم ﷺ واحد شخصیت و قائد ہیں جنہوں نے ہر حال اور ہر زمانے میں اقلیتوں کے حقوق، ان کے اصول و مبادی، نظریات و افکار اور قواعد و ضوابط کے ساتھ ساتھ ان پر عمل کر کے دنیاء انسانیت کے

سامنے ایک کامل نمونہ، قابل تقلید اسوہ، اور عالمگیر و آفاقی نظام بھی عطا فرمایا ہے[27]۔

اس وجہ سے فی زمانہ نبی رحمت ﷺ کی سیرت طیبہ ہی وہ واحد عالمی معیاری نمونہ ہے جس کی آغوش میں دنیا کو پناہ اور امن و سلامتی اور سکون مل سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی رواداری کی تعلیمات ہوں یا بین المذاہب تعلقات اور ہم آہنگی کی مثالیں، امن کے قیام کے لیے کیے گئے آپ ﷺ کے اقدامات ہوں یا مصالحت کے لیے کی گئی کاوشیں، یہ سب کچھ دنیا تک پہنچانا مسلم سکالرز اور مبلغین و محققین کی اولین ذمہ داری بنتی ہے تاکہ دنیا کو مسلمانوں سے انسیت پیدا ہو اور اسلاموفوبک رجحان میں کمی آ سکے۔

3۔ واقعات پر مشتعل ہونے یا غیر سنجیدہ رد عمل کی بجائے ان کا گہرائی سے تجزیہ کیا جائے اور قانون کی بالادستی کو فروغ دیتے ہوئے ایسے واقعات کے خلاف مناسب قانونی چارہ جوئی کی جائے اور ہر سطح پر حق و انصاف کے قیام کی ہر ممکن کوششیں کی جائیں۔ انگلینڈ اور ویلز کی گیارہ پولیس ایسوسی ایشنز کی نمائندہ "نیشنل ایسوسی ایشن آف مسلم پولیس" نے مسلمانوں کو اسلاموفوبیا کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے اور اس کی آگاہی دینے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ تجویز دی:

"Muslim communities need to report all incidents of Islamophobia and other Religiously based hate crimes and they also need to raise awareness of the need to report all Islamophobic incidents to the police. Moreover Muslim organizations must begin to work more closely with the police and other relevant bodies to ensure that monitoring and evaluation of all relevant data and statistics clearly identify and duly evidence the scale of the problem"[28].

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی رپورٹ میں تمام یورپین حکومتوں کو اسلاموفوبیا کے خاتمہ کے لیے منجملہ دیگر تجاویز کے درج ذیل تجویز دی:

"Establish a national equality body to monitor the implementation of anti-discrimination legislation, collect individual complaints and provide support to victims including advice on informal settlement mechanisms and legal support in cases brought to court".[29]

یعنی امتیازی سلوک کے خلاف قانون سازی پر عمل درآمد کی نگرانی کے لیے ایک "قومی مساوات کا ادارہ" قائم کریں، انفرادی شکایات جمع کریں اور متاثرین کو مدد فراہم کریں جس میں غیر رسمی تصفیہ کے طریقہ کار پر مشورہ اور عدالت میں لائے جانے والے مقدمات میں قانونی مدد شامل ہو۔

4۔ اتحاد بین المسلمین کی حتی المقدور کوشش کی جائے اور اسلامی ممالک کی اجتماعی و انفرادی تنظیمیں متحد ہو کر اس فتنے کو خصوصی طور پر زیر بحث لائیں اور ان کا حل عالمی سطح پر پیش کریں اور اس رجحان کے خاتمہ کے لیے مرتکب ممالک کو قائل کریں اور ان پر دباؤ ڈالیں تاکہ وہ اس کی اہمیت کو جان سکیں۔

5۔ جدید انداز میں عالمی کانفرنسز، سیمینارز، اور مذاکرے منعقد کیے جائیں جن میں علوم اسلامیہ کے متخصصین اور محققین پوری جرات، بصیرت، حکمت اور ٹھوس علمی و عقلی استدلال کے ساتھ اسلامی موقف کی وضاحت اور وکالت کریں۔

6۔ بڑے پیمانے پر غیر مسلم تنظیموں اور افراد کے ساتھ مل کر اداروں کا قیام اور مشترکہ فورمز بنانے کو فروغ دیا جائے

تاکہ منافرت کے خاتمہ کے لیے باہمی تعاون کے ذریعے اقدامات کیے جا سکیں۔سابق امریکی صدر Jimmy Carter اور ان کی اہلیہ Rosalynn نے "Emory University" کے اشتراک کے ساتھ عالمی امن اور صحت کے فروغ کے لیے ایک سنٹر " The Carter Center" کے نام سے 1982 میں قائم کیا۔اس سینٹر نے 2018ء میں اسلامو فوبیا انڈسٹری کے مقابلہ اور خاتمہ کے لیے لکھے گئے کئی مقالات کا ایک مجموعہ

(Countering the Islamophobia Industry toward More Effective Strategies)

کے نام سے شائع کروایا۔ جس میں مقالہ نگاروں نے بہت مفید تجاویز دیں۔ ان میں سے ایک مقالہ " Edward Ahmed Mitchell" نے

Reducing a Threat to a Nuisance: A Holistic Strategy to Counter Islamophobia"

کے عنوان سے لکھا اور اس میں یہ تجاویز دیں کہ :1۔ مسلم کمیونٹی کو اپنے قانونی حقوق و فرائض سے آگاہی اور شعور دلایا جائے تاکہ ان کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک کا خاتمہ ہو سکے۔ 2۔ مسلمان تنظیموں کو دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ میل جول اور مذاکرات و مباحثے کرنے چاہییں تاکہ بین المذاہب مکالمہ اور ہم آہنگی کو زیادہ فروغ مل سکے۔3۔ مسلمانوں کو امریکہ کی دیگر کمیونٹیز جیسے سکھوں وغیرہ سے اتحاد کرنا چاہیے تاکہ ان کے ساتھ مل کر اپنے حقوق کے لیے کام کیا جا سکے۔4۔وہاں کے مسلمان مخالف شدت پسندوں کا ہر طرح سے مقابلہ کرنا چاہیے۔[30]

7۔ مسلم فلاحی اداروں کے ذریعے غیر مسلم ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون اور امداد کو فروغ دیا جائے۔

8۔میڈیا کی کارستانیوں کو روکنے کے لیے مسلم نوجوانوں کو میڈیا کیریئر پر ابھارا جائے اور سہولیات فراہم کی جائیں نیز میڈیا کے تمام ذرائع کو ممکنہ حد تک استعمال میں لایا جائے تاکہ میڈیا کی اسلام مخالف یلغار کا مقابلہ کیا جا سکے اور اسلام کا صحیح پیغام اور تصویر دنیا کے سامنے پیش کی جا سکے۔ اسلامو فوبیا کے خاتمہ کے لیے مختلف رپورٹس کو مدون کر کے ان کی روشنی میں " نیشنل ایسوسی ایشن آف مسلم پولیس انگلینڈ" نے میڈیا کے حوالے سے یہ تجاویز دی ہیں :

Develop an initiative that monitors and responds to levels and expressions of Islamophobia in the media and publish its findings accordingly. Media codes of conduct and style guides to include clear guidelines about Muslims and Islam to help reduce misrepresentations and stereotypes.[31]

یعنی ایک ایسا اقدام کریں جو میڈیا میں اسلامو فوبیا کی سطحوں اور اظہار کی نگرانی کرتا ہو اور اس کا جواب دیتا ہو اور اس کے مطابق نتائج شائع کرتا ہو۔ میڈیا کے ضابطہ اخلاق اور طرز ہدایت میں غلط بیانیوں اور دقیانوسی تصورات کو کم کرنے میں مدد کے لیے مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں واضح رہنما خطوط شامل کیے جائیں۔

9۔ غیر مسلم دانشوروں، میڈیا اینکرز، سکالرز اور مذہبی و سیاسی شخصیات سے میل جول بڑھایا جائے اور ان کو اسلامی تعلیمات پر مبنی مذاکروں اور سیمینارز میں دعوت دی جائے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی غلط فہمیاں دور ہوں اور وہ اپنی عوام تک یہ پیغام پہنچا سکیں۔" نیشنل ایسوسی ایشن آف مسلم پولیس انگلینڈ" نے مسلمانوں کو یہ تجویز دی ہے کہ : " مسلمانوں اور ان کی تنظیموں کو برابری کے لیے سرگرم عمل ہونا چاہیے۔امتیازی سلوک کو غیر قانونی قرار دینا ایک کامیابی ہو گی۔ انہیں ایک

ہی وقت میں مساوات کے مختلف حلقوں سے دوسروں کے ساتھ بات چیت کرنے کی ضرورت ہے جب کہ وہ اپنی برادریوں میں موجود عدم مساوات اور امتیاز کے بارے میں کھلی اور دیانتدارانہ بحثیں شروع کریں"[32]۔

10۔اسلامی موضوعات کو پیش کرنے میں تحقیقی رویوں اور رجحانات کو فروغ دیا جائے۔اسلامی سکالرز اور محققین غیر علمی و تحقیقی، غیر مستند اور ناقص معلومات پر مبنی اسلامی تعلیمات کے لٹریچر، موضوع اور من گھڑت روایات کا روایت و درایت کے اعتبار سے اور تحقیقی انداز سے جائزہ لے کر ان میں سے غلط اور صحیح کو الگ الگ طور پر واضح کریں، نیز بین المذاہب اشتعال انگیز لٹریچر اور مواد کی اشاعت اور ترویج کو ممکنہ حد تک روکا جائے اور اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ تاکہ مختلف پہلوؤں پر مشتمل سطحی اور کمزور دلائل کی روشنی میں مرتب شدہ مواد کی روشنی میں اور جذباتیت کو ابھارنے والے مواد کے ذریعے بننے والی رائے عامہ کو بدلا جاسکے۔

5۔اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی سطح پر مثبت اثرات اور حالیہ پیش رفت

اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے واقعات، عالمی سطح پر اس کے خلاف احتجاج اور اعلامیوں اور ملکی پالیسیوں پر عمل درآمد کے پیش نظر عالمی سطح پر اس سے قبل کئی حوصلہ افزاء اقدامات کیے جاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ اسلاموفوبیا کی روک تھام کے لیے یورپین ممالک میں ملکی سطح پر اداروں اور تنظیموں کا قیام یا انتظامی اقدامات جیسے اسلاموفوبیا کے نتیجے میں عوامی جارحانہ اقدامات پر گرفتاریاں اور سزائیں نیز اس سلسلے میں کی گئی مثبت قانون سازی اور اس پر عملدرآمد کی یورپین حکومتی کاوشیں یا مختلف فورمز اور اقوام متحدہ میں اسلاموفوبیا کے خلاف پاس کی گئی مذمتی قراردادیں وغیرہ قابل ذکر ہیں۔تاہم اس کے خلاف کچھ مثبت اور تسلی بخش اثرات اور پیش رفت حالیہ دنوں میں یہ بھی ہوئی کہ کئی ممالک اور عالمی فورمز نے اسلاموفوبیا کے خلاف بل منظور کیے ہیں جو کہ اسلاموفوبیا کے رجحان کو کم کرنے میں معاون ہوں گے۔ان میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ:

الف۔امریکی ایوان نمائندگان میں اسلاموفوبیا کے خلاف بل کی منظوری

امریکی ایوان نمائندگان میں اسلاموفوبیا کے خلاف بل منظور کر لیا گیا ہے۔خبر کے مطابق، ڈیموکریٹس نے 219 ووٹ کے ساتھ اسلاموفوبیا کے خلاف بل کی حمایت کی جبکہ ری پبلکنز نے 212 ووٹ کے ساتھ اسلاموفوبیا کے خلاف بل کی مخالفت کی۔ بل کے تحت، ایک محکمہ بنایا جائے گا جو اسلاموفوبیا کے واقعات کا تعاقب کرے گا، لیکن اس سے پہلے بل کو قانون بنانے کے لیے امریکی سینیٹ میں بھیجا جائے گا۔امریکی صدر جو بائیڈن نے بھی کہا ہے کہ وہ اس بل کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ پیروی دین انسان کا بنیادی حق ہے جسے عالمی حقوق انسانی کے معاہدے کا تحفظ بھی حاصل ہے[33]۔یہ کافی حوصلہ افزاء بات ہے کہ ان ممالک کے ارباب اقتدار کی اکثریت اب اس رجحان کے خاتمہ کی خواہشمند ہو گئی ہے جس سے عوام میں بھی اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

ب۔او آئی سی کی اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی دن منانے کی قرارداد کی منظوری

اسلامی تعاون تنظیم "او آئی سی" نے اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی دن منانے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔ یہ دن ہر سال 15 مارچ کو منانے کی قرارداد پاکستان نے پیش کی۔اس امر کا اعلان جنرل سیکرٹری او آئی سی ڈاکٹر یوسف بن العثیمین نے اپنے ٹویٹر ہینڈل پر کیا۔[34] او آئی سی اگرچہ اسلامی ممالک کی ہی تنظیم ہے لیکن پہلے اس فورم کی اس معاملہ میں اتنی دلچسپی اور

اہمیت دیکھنے میں نہیں ملی۔ حالیہ مطالبوں اور پیش رفت کا بہر حال عالمی سطح پر اثر ہونا ناگزیر ہوگا۔ پاکستان نے بعد ازاں اسی قرار داد کے نتیجے میں اسلامی تعاون تنظیم کے تعاون سے اقوام متحدہ میں اسلاموفوبیا کے خلاف قرار داد بھی پیش کی تھی جس کا بہت مفید نتیجہ حاصل ہوا۔ ذیل میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

ج۔ اقوام متحدہ میں "اسلاموفوبیاڈے" منانے کی قرار داد کی منظوری

اسلاموفوبیا کو ایک جرم تسلیم کرتے ہوئے اقوام متحدہ میں اب ہر سال 15 مارچ کو "اسلاموفوبیاڈے" منانے کی قرار داد منظور کی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پندرہ مارچ کو اسلاموفوبیا سے نمٹنے کے لئے عالمی دن کے طور پر منانے کی قرار داد منظور کر لی ہے۔ قرارداد کی او آئی سی کے 57 اراکین سمیت چین اور روس و دیگر آٹھ ممالک نے حمایت کی تھی۔ قرارداد میں مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر تشدد کی ایسی تمام کارروائیوں اور مذہبی عبادت گاہوں کے ساتھ ساتھ مقدس مقامات کے خلاف ہونے والے تمام حملوں کی سختی سے مذمت کی گئی ہے جو بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہیں۔ پاکستان نے اسلامی تعاون تنظیم کے تعاون سے یہ قرار داد پیش کی تھی، اس لئے پاکستان کا قرارداد کی منظوری میں نمایاں کردار ہے قرارداد کی منظوری پر عالمی سطح پر پاکستان کا شکریہ ادا کیا جارہا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق اقوام متحدہ کے 193 رکن ممالک نے اسے اتفاق رائے سے منظور کیا اور 55 مسلمان ممالک نے اس کو پیش کرنے میں تعاون کیا، مذہب اور عقیدے کی آزادی کے حق پر زور دیا گیا اور 1981 کی ایک قرارداد کا حوالہ دیا گیا کہ جس میں ہر قسم کے عدم برداشت اور مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر امتیازی سلوک کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ [35]

د۔ کینیڈین حکومت کا اسلاموفوبیا کے خلاف اقدامات کا دن

یورپین ممالک میں اسلاموفوبیا کے خلاف مثبت تبدیلی کے احساس کے اجاگر ہونے کی ایک مثال کینیڈین حکومت کے حالیہ اقدامات ہیں۔ دنیا نیوز کی رپورٹ کے مطابق کینیڈین وزیر اعظم جسٹن ٹرڈو کی جانب سے 29 جنوری 2022ء کو اسلاموفوبیا کی صریح مذمت کی گئی اور دور حاضر کی اس لعنت کے انسداد کے لیے خصوصی نمائندے کا تقرر کیا ہے۔ گزشتہ سال اسی دن کینیڈا کی کیوبک سٹی کی مسجد میں فائرنگ کا افسوسناک واقعہ پیش آیا تھا جس میں چھ نمازی شہید ہو گئے تھے۔ گزشتہ سال کینیڈین حکومت نے اسی مناسبت سے 29 جنوری کو اسلاموفوبیا کے خلاف اقدامات کے دن کے طور پر منانے کے ارادے کا اظہار کیا تھا۔ اس حکومت کا حالیہ اقدام اس ارادے پر عمل کا ثبوت، وہاں بارہ لاکھ سے زائد مسلمانوں کے لیے حوصلہ افزائی اور سماجی تحفظ کے احساس کا سبب بنے گا۔ [36]

ان مثبت تبدیلیوں، اثرات اور پیشرفت کو دیکھتے ہوئے اس رجحان کی شدت میں کمی آنے میں ایک امید کی کرن نظر آئی ہے تاہم اس تصور اور اس کے مظاہر کو ختم کرنے کے بارے میں بڑے پیمانے پر کام کی ضرورت ہے تاکہ اس کے نقصانات سے بچا جاسکے۔

خلاصہ اور نتائج بحث

اسلاموفوبیا سے مراد اسلام سے بے جا خوف، نفرت اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی رکھنا ہے اور اس کا مقصد مسلمانوں کے خلاف بے جا تعصب، نسلی و مذہبی امتیاز اور لڑائی کی آگ بھڑکانا ہے۔ چنانچہ اکثر غیر مسلموں کو اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر

افشانی کر کے اسلام کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے اور ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرتیں پیدا کی جاتیں ہیں۔ اگرچہ یہ لفظ اور اس کا اظہار پہلے بھی ہوتا تھا تاہم 11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ڈرامائی حملوں کے بعد اس لفظ کا استعمال کثرت سے ہونے لگا اور اس کے مظاہر میں شدت آئی۔ اسلاموفوبیا کے بیانیے کو چلانے اور فروغ کے لیے "اسلاموفوبیا انڈسٹری" کے نام سے ایک باقاعدہ اصطلاح الگ سے بھی استعمال کی جاتی ہے۔

مغرب میں اسلاموفوبیا کا مظاہرہ عوام کے ساتھ ساتھ حکومتی سطح پر بھی کیا جاتا ہے اور اس کے لیے جو رجحانات و ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں ان میں اسلامی شعائر اور مقدسات کی توہین اور ان پر حملے، مسلم خواتین و حضرات کے پردہ، لباس یا حلیہ کے خلاف قانون سازی،ان پر حملے اور امتیازی سلوک، مسلمانوں کو ان کے انسانی حقوق سے محروم کرنا اور ان کی پامالی، ذرائع ابلاغ میں مغربی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانا شامل ہے۔

اسلاموفوبیا کے درج بالا مختلف النوع واقعات ورجحانات کے نتیجے میں مغربی معاشرے پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں ان میں مغربی ممالک میں عمومی طور پر مسلمانوں کے بارے میں نفرت اور عصبیت اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کے جان، مال اور عزت و آبرو کو خطرہ، مسلمانوں کا غیر مسلموں سے تعامل اور میل جول کا سطحی اور کم ہو جانا ، مسلم قیادت کا فریضہ جہاد اور اسلامی تعلیمات کی معذرت خواہانہ تعبیر پر مجبور ہونا اور مسلمان علماء کا اسلام کی تبلیغ برملا کرنے احتراز اور نتیجتاً اسلامی دعوت کے کام میں دشواری، مسلم نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول اور ایک اچھے کیریئر کو یقینی بنانے میں دشواریاں ،امت مسلمہ میں احساس کمتری،احساس بے بسی اور انتقامی جذبہ کا پیدا ہونا اور جن ممالک میں اسلاموفوبیا کے واقعات رونما ہوتے ہیں ان کے خلاف عالمی سطح پر احتجاجی مظاہرے جن سے بین الاقوامی سطح پر بے چینی کی فضا کا بننا شامل ہے۔

اسلاموفوبیا جو کہ عالمی امن و سلامتی کے لیے ایک خطرہ بنتا جا رہا ہے اس کے نقصانات سے بچاؤ،تدارک اور سد باب کے لیے جن ٹھوس اقدامات کی اشد ضرورت ہے ان میں قرآنی تعلیمات کو عالمی سطح پر پہنچانے کے لیے مؤثر اقدامات اور ایسی اسلامی تعلیمات جو آج کے مسائل میں موزوں ہیں کو عام کی کرنا، مسلمانوں کے حقیقی کردار اور ماضی کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں نمایاں کرنا تاکہ دنیا کو اسلام کے برادرانہ مزاج، روادارانہ رویوں ، تحمل و برداشت کی تعلیمات، میل جول اور سماجی تعلقات کی خواہش کا صحیح معنوں میں پتہ چل سکے اور دنیا کو تکثیری معاشرے میں نبی اکرم ﷺ کے اسوہ کو واضح کرکے اس پر چلنے کی دعوت دینا، واقعات پر مشتعل ہونے یا غیر سنجیدہ رد عمل کی بجائے ان کا گہرائی سے تجزیہ کیا جائے اور قانون کی بالادستی کو فروغ دیتے ہوئے ایسے واقعات کے خلاف مناسب قانونی چارہ جوئی اور ہر سطح پر حق و انصاف کے قیام کی ہر ممکن کوششیں ،اتحاد بین المسلمین کی حتیٰ المقدور کوشش اور اسلامی ممالک کی اجتماعی و انفرادی تنظیموں کا متحد ہو کر اس فتنے کو خصوصی طور پر زیر بحث لانا اور ان کا حل عالمی سطح پر پیش کرنا اور اس رجحان کے خاتمہ کے لیے مرتکب ممالک کو قائل کرنا اور ان پر دباؤ ڈالنا تاکہ وہ اس کی اہمیت کو جان سکیں قابل ذکر ہیں۔

ان کے علاوہ جدید انداز میں عالمی کانفرنسز، سیمینارز، اور مذاکروں کا انعقاد جن میں علوم اسلامیہ کے متخصصین اور محققین پوری جرات، بصیرت، حکمت اور ٹھوس علمی و عقلی استدلال کے ساتھ اسلامی موقف کی وضاحت اور وکالت کریں نیز بڑے پیمانے پر غیر مسلم تنظیموں اور افراد کے ساتھ مل کر اداروں کا قیام اور مشترکہ فورمز بنانا تاکہ منافرت کے خاتمہ کے لیے

باہمی تعاون کے ذریعے اقدامات کیے جاسکیں اور مسلم فلاحی اداروں کے ذریعے غیر مسلم ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون اور امداد کو فروغ دینا، میڈیا کی کارستانیوں کو روکنے کے لیے مسلم نوجوانوں کو میڈیا کیریئر پر ابھارنا اور سہولیات فراہم کرنا نیز میڈیا کے تمام ذرائع کو ممکنہ حد تک استعمال میں لانا تاکہ میڈیا کی اسلام مخالف یلغار کا مقابلہ کیا جاسکے اور اسلام کا صحیح پیغام اور تصویر دنیا کے سامنے پیش کی جاسکے، اس کے ساتھ ساتھ غیر مسلم دانشوروں، میڈیا اینکرز، سکالرز اور مذہبی و سیاسی شخصیات سے میل جول بڑھانا اور ان کو اسلامی تعلیمات پر مبنی مذاکروں اور سیمینارز میں دعوت دینا تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی غلط فہمیاں دور ہوں اور وہ اپنی عوام تک یہ پیغام پہنچا سکیں۔سب سے اہم یہ کہ اسلامی موضوعات کو پیش کرنے میں تحقیقی رویوں اور رجحانات کو فروغ دینا اور اسلامی سکالرز اور محققین کا غیر علمی و تحقیقی، غیر مستند اور ناقص معلومات پر مبنی اسلامی تعلیمات کے لٹریچر کا تحقیقی انداز سے جائزہ لے کر ان میں سے غلط اور صحیح کو الگ الگ طور پر واضح کرنا تاکہ مختلف پہلوؤں پر مشتمل سطحی اور کمزور دلائل کی روشنی میں مرتب شدہ مواد کی روشنی میں بننے والی رائے عامہ کو بدلا جاسکے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے واقعات، عالمی سطح پر اس کے خلاف احتجاج اور اعلامیوں اور ملکی پالیسیوں پر عمل درآمد کے پیش نظر عالمی سطح پر اس سے قبل کئی حوصلہ افزاء اقدامات کیے جاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ اسلاموفوبیا کی روک تھام کے لیے یورپین ممالک میں ملکی سطح پر اداروں اور تنظیموں کا قیام یا انتظامی اقدامات جیسے اسلاموفوبیا کے نتیجے میں عوامی جارحانہ اقدامات پر گرفتاریاں اور سزائیں نیز اس سلسلے میں کی گئی مثبت قانون سازی اور اس پر عملدرآمد کی یورپین حکومتی کاوشیں یا مختلف فورمز اور اقوام متحدہ میں اسلاموفوبیا کے خلاف پاس کی گئی مذمتی قراردادیں وغیرہ قابل ذکر ہیں۔تاہم اس کے خلاف کچھ مثبت اور تسلی بخش اثرات اور پیش رفت حالیہ دنوں میں یہ بھی ہوئی کہ کئی ممالک اور عالمی فورمز نے اسلاموفوبیا کے خلاف بل منظور کیے ہیں جو کہ اسلاموفوبیا کے رجحان کو کم کرنے میں معاون ہوں گے۔ جیسا کہ امریکی ایوان نمائندگان میں اسلاموفوبیا کے خلاف بل کی منظوری، اسلامی تعاون تنظیم ''اوآئی سی'' نے اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی دن منانے کی قرارداد متفقہ طور پر منظوری، اسلاموفوبیا کو ایک جرم تسلیم کرتے ہوئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی ہر سال 15 مارچ کو اسلاموفوبیا سے نمٹنے کے لئے عالمی دن کے طور پر "اسلاموفوبیا ڈے" منانے کی قرارداد منظوری اور کینیڈین وزیر اعظم جسٹن ٹرڈو کی جانب سے 29 جنوری 2022ء کو اسلاموفوبیا کی صریح مذمت اور دور حاضر کی اس لعنت کے انسداد کے لیے خصوصی نمائندے کا تقرر اور ان جیسے چند مزید حوصلہ افزاء اقدامات، ان مثبت تبدیلیوں، اثرات اور پیشر فت کی بدولت اس رجحان کی شدت میں کمی آنے میں ایک امید کی کرن نظر آئی ہے کہ تاہم اس تصور کو ختم کرنے کے بارے میں بڑے پیمانے پر کام کی ضرورت ہے تاکہ اس کے نقصانات سے بچا جاسکے۔

وماتوفیقی الا باللہ

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1]. *J. Mark Halstead, Encyclopedia of race, ethnicity, and society Edited by Richard T. Schaefer, SAGE Publications, Inc. California 91320,2008, P.762*

[2] -*Jocelyne Cesari, SECURITIZATION AND RELIGIOUS DIVIDES IN EUROPE, GSRL-Paris and Harvard University, 2006, P.6*

[3] -*https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%D8%B3%D9%84%D8%A7%D9%85%D9%88%D9%81%D9%88%D8%A8%DB%8C%D8%A7*

[4] - *Runnymede Trust, A Challenge for Us All. London, Runnymede Trust. Commission on British Muslims and Islamophobia, 1997, P.3*

[5]۔ عمران نذر، اسلاموفوبیا، اردو تحقیقی مجلّہ "گمان" جلد 4، شمارہ نمبر 1, UOS (لاہور، 2021ء)، ص 28

Imran Nazar, Islamophobia, Urdu Research Journal " Gumān" Volume No. 4,Issue No.1, UOS (Lahore,2021),P.28

[6] - *Countering The Islamophobia Industry Toward More Effective Strategies, The Carter Center, Atlanta GA, April 2018, P.8*

[7] - *Nathan Lean. The Islamophobia Industry: How the Right Manufactures Fear of Muslims. Pluto Press, 2012.*

[8] . *Oussama Boutehol1 & Larbi Touaf, "Riding the wave of fear, the rise of The Islamophobia Industry. Ikhtilaf Journal of Critical Humanities and Social Studies Vol I, Issue #2, Spring-Fall 2019, P.73*

[9] . *https://www.bbc.com/urdu/world-57888539 Retrieved on 14-08-2022.*

[10] . *https://www.bbc.com/urdu/world-58785087 Retrieved on 14-08-2022.*

[11] *https://www.trt.net.tr/urdu/ywrp/2021/12/14/jrmny-khy-shhr-lypzg-myn-msjd-pr-hmlh-1747401 retrieved on 14-08-2022.*

[12] *https://www.dawnnews.tv/news/1099521 Retrieved on 14-08-2022.*

[13]*See: The New York Times News entry "Parliament Moves France Closer to a Ban on Facial Veils, in: http://www.nytimes.com/2010/07/14/world/europe/14burqa.html?_r=0*

[14] . *Choice and Prejudice Discrimination against Muslims in Europe, Amnesty International April 2012 Index: EUR 01/001/2012,P.92*

[15]۔ مومن، عبدالرحمٰن پروفیسر، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، نئی دہلی، ایفا پبلیکیشنز جامعہ نگر , 2011ء، ص 481

Momin, AbdurRahmān,Professor, Aqliyaton kay Huqūq aur Islamophobia, New Dehli ,Ēfa publications, Jāmia nagar,2011, P.481

[16] . *Choice and Prejudice Discrimination against Muslims in Europe, Amnesty International April 2012 Index: EUR 01/001/2012, P.105*

17 https://irak.pk/islamophobia-and-europe/

18۔ عمران نذر، اسلاموفوبیا، اردو تحقیقی مجلّہ "گمان" جلد 4، شمارہ نمبر1، UOS ، (لاہور، 2021ء)، ، ص28

Imran Nazar, Islamophobia, Urdu Research Journal " Gumān" Volume No. 4,Issue No.1 UOS .(2021, Lahore) ,P.28

19۔ خدیجہ عزیز، ڈاکٹر، مغرب میں اسلاموفوبیا کے فروغ کے لیے مستعمل ذرائع (الیکٹرانک میڈیا) اور ان کے اثرات، بر جس، جلد1، شمارہ 1، جنوری–جون 2014ء، ص 45

Khadījah Aziz , Dr. Maghrib main Islamophobia ky frogh ky liye musta'mal zarai'(electronic meda) aor an kay athrat, Barjas, Volume No.1, Issue No. 1 Jan-June 2014, P.45

20 . http://video.foxnews.com/v/4342024/islamophobia-media-myth/

21 . https://www.facebook.com/pages/International-burn-the-Quran-day-2011/

22 . *J. Mark Halstead, Encyclopedia of race, ethnicity, and society Edited by Richard T. Schaefer, P.762*

23۔ اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ص 515

Aqliyaton kay Huqūq aur Islamophobia, P.515

24. *Choice and Prejudice Discrimination against Muslims in Europe, Amnesty International April 2012 Index: EUR 01/001/2012, P.4*

25۔ اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ص 515

Aqliyaton kay Huqūq aur Islamophobia, P.515

26۔ خرم مراد، مغرب اور عالم اسلام: ایک مطالعہ، (منصورہ لاہور، منشورات، 2006ء)، ص322

Khuram Murad, Maghrab aor 'ālam e Islam: Aik mutal'a(,Mansūrah, Lahore, Manshūrat, 2006),P.322

27۔ صدیقی، ڈاکٹر یٰسین مظہر، (عہد نبوی میں اقلیتوں کے حقوق-اصول واسوہ نبوی) اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ص175

Siddiqī, Dr. Yasīn Maḍhar , Aqliyaton kay Huqūq aur Islamophobia, P.175

28 . *Allen, Dr. Chris, An Overview of Key Islamophobia Research، NATIONAL ASSOCIATION OF MUSLIM POLIC(NAMP) April 2010, P.18*

29 .*Choice and Prejudice Discrimination against Muslims in Europe, Amnesty International, P.105*

30 . *Edward Ahmed Mitchell, Reducing a Threat to a Nuisance: A Holistic Strategy to Counter Islamophobia, The Carter Center, Countering the Islamophobia Industry toward More Effective Strategies P.52,53*

[31]. *Ibid P.21*

[32]. *Allen, Dr. Chris, An Overview of Key Islamophobia Research، NATIONAL ASSOCIATION OF MUSLIM POLIC(NAMP) ,P.17*

[33] *-https://www.trt.net.tr/urdu/dny/2021/12/15/mrykhh-slm-w-fwby-khy-khlf-bl-mnzwr-by-yddn-ny-bhy-hmyt-khrdy-1747733*

[34].*https://urdu.alarabiya.net/pakistan/2021/03/15/*

[35] . *https://www.nawaiwaqt.com.pk/20-Mar-2022/1518474*

[36] *https://dunya.com.pk/index.php/editorial/2022-01-31/6880*